لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۝ نگاہیں اسکا ادراک نہیں کر سکتیں، اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔ (سورۃ الانعام: ۱۰۳)

جلد نمبر:۱ شمارہ نمبر:۱۰	شعبان ۱۴۳۸ھ	مئی ۲۰۱۷	صفحات:۸ قیمت:۵روپیہ	Price: Rs.5	Pages:8	May 2017	Vol No.1 Issue No.10	Malegaon

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندر (قردۃ) اور قرآن

از: حافظ جلال الدین القاسمی

وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (163) وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (164) فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (165) فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (166) (سورۃ الأعراف: 7)

ترجمہ: اور ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھیے جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔ وہ لوگ سبت (ہفتہ) کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ ہفتہ کے دن تو مچھلیاں بلند ہو ہو کر پانی پر ظاہر ہوتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ باقی دنوں میں غائب رہتی تھیں۔ اسی طرح ہم نے انہیں ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈال رکھا تھا۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ان میں سے کچھ لوگوں نے دوسروں سے کہا: "تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے؟" تو انہوں نے جواب دیا: اس لیے کہ ہم تمہارے پروردگار کے ہاں معذرت کر سکیں اور اس لئے بھی کہ شاید وہ نافرمانی سے پرہیز کریں۔ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان سے کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا کہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور گنہگاروں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے برے عذاب میں مبتلا کیا۔ پھر جبکہ وہ جس چیز سے منع کئے گئے تھے باز نہ آئے تو ہم نے حکم کر دیا کہ پھٹکارے ہوئے بندر ہو جائو۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (65) (سورۃ البقرۃ: 2)

ترجمہ: اور تم اپنے ان لوگوں کو بھی خوب جانتے ہو جنہوں نے سبت (ہفتہ کے دن چھٹی منانے کے قانون) کے بارے میں زیادتی کی تھی۔ لہٰذا ہم نے ان سے کہا کہ "بندر بن جاؤ کہ تم پر دھتکار پڑتی رہے۔"

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ (60) (سورۃ المائدۃ: 6)

ترجمہ: آپ ان سے کہئے: کیا میں تمہیں اللہ کے ہاں انجام کے لحاظ سے اس سے بھی بدتر انجام والے کی خبر نہ دوں؟ وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر اس کا غضب نازل ہوا پھر ان میں سے بعض کو اس نے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی۔ یہی لوگ درجہ کے لحاظ سے بدتر اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں۔

قرآنِ حکیم میں عُصاۃِ بنی اسرائیل (بنی اسرائیل کے نافرمان) کا قِردہ (بندر) اور خنازیر (سُوّر) میں مَسخ کا تذکرہ مذکورہ بالا تین جگہوں پر آیا ہے۔ بندر کو عربی میں قرد اور انگریزی میں Ape کہا جاتا ہے۔ بناوٹ میں بندر کا دماغ انسان کے دماغ کے مشابہہ ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی ذکی اور سریع الفہم ہوتا ہے۔ یہ اکثر چار پیروں پر چلتا ہے اور کبھی کبھی دو پیروں پر بھی چلتا ہے۔ اس کا مزاج بڑا تُند و تیز ہے۔ اس میں شدید انانیت، خیانت، غدر، تملّق، بیوفائی، حُب الرشوہ اور استحصال کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ یہ اکثر جنگلوں اور پہاڑوں پر زندگی گزارتا ہے۔

بندر کی کئی اقسام ہیں، جن میں زیادہ مشہور انسان الغاب (بَن مانُس)، گوریلا، چِمپانزی، ارطان اور بابُون ہیں۔ دنیا میں بندر کی تقریباً دوسوانواع پائی جاتی ہے۔ جن لوگوں کو بندر اور سور بنادیا گیا اُن کے بارے میں السُدّی نے کہا "عن السدی: (ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت) الآية، قال: هم أهل أيلة (تفسير ابن ابي حاتم)" کی یہ بحرِ قُلزم کے کنارے واقع شہرِ ایلہ کے لوگ تھے۔ انکو بندر کیوں بنایا گیا، کیونکہ انہوں نے انسانیت کی سب سے اہم ترین خصوصیت بھُلاڈالی اور وہ خصوصیت ہے، عقل کو خواہش پر غلبہ دینا۔ اور جنہیں بندر اور سور بنایا گیا، وہ موسیٰؑ کی قوم یہود تھی۔ ان کے لئے یہ قانون مقرر کیا گیا تھا کہ وہ سنیچر کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص رکھیں اور اس دن کوئی بھی دنیاوی کام نہ کریں۔ لیکن انہوں نے پہلے اس حرام کو حلال کرنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا۔ اس طرح کہ سرِ ساحِل بہت سے گڑھے کھود دیے۔ اور دریا کا پانی کاٹ کر ان گڑھوں سے ملادیا۔ مچھلیاں ان گڑھوں میں آجاتیں تو سنیچر کے دن یہ لوگ مچھلیوں کے سمندر میں واپس لوٹنے کا راستہ بند کر دیتے۔ اور اتوار کے دن اُن کو پکڑ لیتے۔ بعض مُفسرین نے لکھاہے "فكانوا في المدينة نيِّفا وَثمانينَ الفاً فَعَلَ هٰذا منهم سبعون الفاً" کہ اِس شہر میں اسّی ہزار سے زائد لوگ تھے جن میں سے ستر ہزار آدمیوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اس شہر کے لوگ تین قسموں میں مُنقسِم ہوگئے۔ پہلا فریق وہ تھا جس نے ان کے اس فعل کی سختی سے مخالفت کی اور انہیں سمجھایا مگر جب وہ اپنے فعل پر مصرِر رہے تو اس فریق نے ان سے کنارہ کشی اختیا کرلی۔ دوسرا فریق انہیں مسلسل سمجھاتا رہا اور اُن سے کنارہ کش نہ ہوا۔ اور تیسرا فریق اپنے فعلِ حرام پر ڈٹا رہا، یہاں تک کہ اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا اور انہیں بندر اور سور بنادیا گیا۔ ایک روایت ہے۔۔۔ عن ابن عباس: (فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين (1)) «فجعل الله منهم القردة والخنازير، فزعموا أن شباب القوم صاروا قردة والمشيخة صاروا خنازير» تفسير ابن أبي حاتم)

کہ اِس نافرمان قوم کے نوجوانوں کو بندر بنادیا گیا۔ اور بوڑھوں کو سُوّر بنادیا گیا۔ پھر ان کی نسل نہیں چلی۔ عن ابن عباس، أنه قال: «لم يعش مسخ قط فوق ثلاثة أيام، ولم يأكل، ولم يشرب، ولم ينسل» (تهذيب الآثار للطبري، ذكر من نهى عن أكله من السلف)

ابنِ عباس سے روایت ہے کہ مَسخ ہونے کے بعد یہ لوگ تین دِن سے زِیادہ زِندہ نہ رہے۔ اس دوران انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور ان سے نسل نہ چلی۔

سائنسی توجیہہ: سائنسی مطالعہ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ بندر اور سور کے Genes انسانی Genes کے مُماثِل ہوتے ہیں مگر یہ مُماثَلت تام نہیں ہوتی۔ ڈارون نے اپنی شہرہ آفاق کتاب اصل الانواع (The Origin Of Species) میں اِرتقاء کا جو نظریہ پیش کیا ہے وہ سائنٹفک نہیں ہے۔ نظریہ ارتقاء کے قائلین یہ کہتے ہیں کہ ادنیٰ درجہ کی مخلوقات رفتہ رفتہ ترقی کرکے اعلیٰ درجے کی مخلوقات بن جاتی ہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ بندر ترقی کرکے انسان بن گئے۔ علمائے شریعت نے اس پر اعتراض کیا کہ ادنیٰ درجہ کی مخلوقات میں اگر ترقی کا مادہ موجود تھا تو پھر رفتہ رفتہ ترقی کی کیا ضرورت تھی اور اگر پہلے سے ترقی کا مادہ موجود نہ تھا تو ترقی کے وقت ترقی کا وہ مادہ کہاں سے آگیا؟ علاوہ اس کے اس ناسمجھ مسلوب الارادہ مادہ میں شعور اور ارادہ کیونکر پیدا ہوگیا کہ اس نے ادنیٰ درجے کی مخلوقات میں ترقی کی صلاحیت بھی رکھی۔

ترکِ نصیحت پر عذاب:

آیت ۱۶۵: فَلَمَّا نَسُوْا (سو جب وہ بھول گئے) یعنی جب اہل قریہ نے چھوڑ دیا مَاذُكِّرُوْا بِهٖٓ (اس بات کو جس کے ذریعے ان کو نصیحت کی گئی تھی) جو صالحین نے ان کو نصیحت کی تھی۔ جیساکہ بھولنے والا بھلائی ہوئی چیز کو چھوڑتا ہے۔ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ (نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے) سخت عذاب سے وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (تو ہم نے پکڑ لیا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا) منکر کا ارتکاب کرنے والے اور وہ لوگ جو لم تعظون کہنے والے تھے وہ بھی نجات پانے والے تھے۔ حضرت حسن (رح) سے مروی ہے کہ دو جماعتیں عذاب سے بچ سکیں اور ایک گروہ ہلاک ہوا جنہوں نے مچھلیوں کا شکار کیا تھا۔ بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ سخت۔ کہا جاتا ہے کہ بؤس یبؤس بأسًا جبکہ وہ زیادہ سخت ہو جائے تو بئیس کہلاتا ہے۔

قراءت: شامی نے بئس پڑھا مدنی نے بیس پڑھا۔ بیئس فیعل کے وزن پر۔ ابو بکر نے حماد کے علاوہ پڑھا: بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ (کیونکہ وہ حکم عدولی کرتے تھے) (تفسیر مدارک التنزیل۔ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمد بن محمود النسفی)

حدیث زنائے قردة:

امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب بنيان الكعبة کے "باب القسامة فی الجاهلية" میں اپنے استاد نعیم بن حماد سے اس طرح روایت کیا ہے۔ عن عمرو بن ميمون قال رايت فی الجاهلية قردة اجتمع عليها قرود قد زنت فرجموها فرجمتها معهم۔

عمر بن میمون کہتے ہیں کہ جاہلیت میں میں نے دیکھا کہ ایک بندریا جس نے زنا کیا تھا دوسرے بندروں نے اکٹھا ہو کر اسے سنگسار کیا، میں بھی ان کے ساتھ بندریا کو سنگسار کیا۔

منکرین حدیث اس حدیث کو بھی اپنے اعتراض کا موضوع بناتے ہیں اور حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا بندروں کے یہاں بھی نکاح و طلاق اور حدود و تعزیرات کا نظام لاگو ہے؟

پہلا جواب تو یہ ہے کہ بندروں کی شکل میں وہ جن تھے اور وہ بھی شریعت کے مکلف ہیں۔ تورات میں رجم کا حکم تھا۔ اور نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جنوں کی ایک جماعت شریعت موسوی کی پابند تھی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر بندروں نے کسی بندریا کو اس کی آوار گی پر پتھروں سے ہلاک کردیا تو اللہ کی مخلوقات میں یہ کونسی عجیب بات ہوگئی جسے عقل و مشاہدہ قبول

(بقیہ صفحہ 3 پر)

اداریہ

بلدیاتی انتخاب، امیدوار اور رائے دَہِندگان

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (مسلم کتاب الایمان)

ترجمہ : ابن عمر(رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چاروں خصلتیں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو کہ اس میں منافق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب عہد کرے تو توڑ ڈالے جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے تو آپے سے باہر ہو جائے سفیان کی حدیث میں یوں ہے کہ جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی اس میں نفاق کی علامت ہو گی۔

It is narrated on the authority of Abdullah b. 'Amr that the Prophet PBUH observed: Four characteristics made anyone who possessed them, a sheer hypocrite; anyone who possessed one of them possessed a characteristic of hypocrisy till be abandons it: when he talked he lied, when he made a covenant he acted treacherously, and when he quarreled he deviated from the truth.

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چار خصلتیں جس آدمی کے اندر پائی جائیں وہ پکا عملی مُنافق ہے۔

(1) بولے تو جھوٹ بولے (2) عہد و پیمان کرے تو توڑ ڈالے (3) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (4) جب کسی کے مقابلے میں آئے تو گالیوں پر اُتر آئے۔

آج معاشرہ اخلاقی طور پر اس قدر دیوالیہ ہو چکا ہے کہ مذکورہ چاروں مذموم صفات انسان کی فِطرتِ ثانیہ بن چکی ہیں۔ جب کہ جھوٹ بولنے والے، وعدہ خلافی کرنے والے، عہد کو توڑنے والے، برا بھلا کہنے والے مُنافق ہیں۔ خاص طور پر کسی کو بُرا بھلا کہنا، عیب جوئی کرنا، لعن طعن کرنا، کسی کی بے عزتی و توہین کرنا، کسی پر عیب لگانا، یہ ساری باتیں حدیث میں موجود لفظ "فَجَرَ" کے دائرے میں آجاتی ہیں۔ پہلے تو ہمارے سیاسی اور دینی رہنما اس حدیث کے آئینے میں اپنا محاسبہ کریں کہ کہیں یہ چاروں صِفتیں ان میں تو نہیں پائی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد رائے دَہندگان (ووٹ دینے والے) یہ دیکھیں کہ وہ کس کو ووٹ دے رہے ہیں۔ اس لئے کہ ووٹ کی تین حیثیتیں ہیں۔ (1) شَہادت: اگر رہنما صحیح نہیں ہے تو یہ جھوٹی گواہی ہے۔ (2) سفارش: اگر رہنما لائق نہیں ہے تو اُس کے حق میں سفارش کرنا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (3) وکالت: کہ ہمارا رہنما ہمارے مسائل اعلیٰ ذمہ داران تک پہونچائے گا۔ اب اگر رہنما مُخلِص نہیں ہے تو اس میں پوری قوم کا نقصان ہے۔ جس کا ذمہ دار ووٹ دینے والا ہوتا ہے۔ تو شَرعاً اُمیدوار اور رائے دَہندگان، دونوں پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جن سے عُہدہ برآں ہونا دونوں کے لئے ضروری ہے۔

بندر (قردۃ) اور قرآن

(صفحہ 2 سے آگے)

نہیں کر سکتے۔ جبکہ ماہر عمرانیات کی تصریحات موجود ہیں کہ بندر کا جسم اور اسکی سوچ بالکل انسانوں جیسی ہے۔ لہذا ان کو بھی غیرت آتی ہے۔ اس واقعہ میں نصیحت یہ ہے کہ انسان کے اندر غیرت ہونی چاہیے کیوں کہ اس معاملے میں جانور بھی پیچھے نہیں ہیں اور سزائے رجم فطری سزا ہے کہ ایک حیوان اپنی نفسیاتی پاکیزگی کے لئے رجم کر سکتا ہے تو کیا انسان کے لئے یہ سزا نامناسب ہے؟

تیسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے اس واقعہ کا ذکر حیوان کو مکلف ٹھہرانے کے لئے نہیں کیا ہے بلکہ یہ ثابت کرنے کے لئے کیا ہے کہ عمرو بن میمون مخضرم تابعی ہیں۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ امام بخاری نے زیر بحث روایت کو التاریخ الکبیر میں عمرو بن میمون کے ترجمے کے تحت ذکر کیا ہے۔ اور اہل فن اس سے بخوبی واقف ہیں کہ تراجم کی کتابوں میں احادیث و روایات کے ذکر سے ترجمہ ہی کے متعلق کوئی اطلاع بہم پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔

ما حكم أكل القرد في الدين؟

ج2: لا يحل أكل القردة لأن له نابا يفترس به، وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع. وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

(كتاب: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء «المجموعة الرابعة»)

مذکورہ بالا فتویٰ کا خلاصہ: سوال: دین میں بندر کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ دلیل۔ کہ اللہ کے رسول نے ذی ناب (کُچلیوں والے دانت والے) درندوں کو کھانے سے منع کیا ہے۔۔۔۔

ایک حدیث سے پیدا ہونے والی غلط فہمی اور اس کا ازالہ

تحریر: عبدالغفار سلفی، بنارس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بلاشبہ انتہائی عظیم اور فضیلتوں کا حامل عمل ہے، اس سے نہ صرف یہ کہ رحمتوں اور برکتوں کا حصول ہوتا ہے بلکہ بہت سارے مصائب اور بلایا بھی دفع ہوتے ہیں. آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا آپ سے محبت کا ایک اہم تقاضا بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ "بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا" (سنن ترمذی: 3546)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت کے سلسلے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بہت مشہور ہے لیکن اس حدیث سے ایک بہت بڑی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے. زیر نظر مضمون میں ہم اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے. آئیے پہلے وہ حدیث دیکھتے ہیں. حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ، فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اذْكُرُوا اللَّهَ، اذْكُرُوا اللَّهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ". قَالَ أُبَيٌّ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ، فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: "مَا شِئْتَ". قَالَ: قُلْتُ الرُّبُعَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ". قُلْتُ: النِّصْفَ. قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ". قَالَ: قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ". قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: "إِذَنْ تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ"

"جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، کھڑکھڑانے والی آگئی ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسری آلگی ہے، موت اپنی فوج لے کر آگئی ہے۔ موت اپنی فوج لے کر آگئی ہے"، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت صلاۃ (درود) پڑھا کرتا ہوں تو میں اپنی دعا میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کرلوں؟ آپ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو"، میں نے عرض کیا چوتھائی؟ آپ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے"، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی؟" آپ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: میں اپنی پوری دعا میں آپ پر درود پڑھا کروں؟۔ آپ نے فرمایا: تب تو یہ درود تمہارے سارے غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے." (سنن ترمذی: 2457)

اس حدیث سے بظاہر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی دعا میں اللہ سے کچھ اور نہ مانگے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا رہے تو اس کے سارے رنج و غم دور ہو جائیں گے اور گناہ بخش دیے جائیں گے. لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حدیث کا یہی مفہوم ہے تو پھر ہم شریعت کے ان نصوص کا کیا کریں گے جن میں دعا پر ابھارا گیا ہے اور مختلف مواقع کے لیے مختلف دعائیں بتائی گئی ہیں اور خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ الگ مناسبت سے مختلف دعاؤں کا ثبوت ملتا ہے. آخر اس حدیث کا مفہوم کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کیا کہنا چاہتے ہیں. حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے حدیث میں جو صلاۃ کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ان کا کوئی مخصوص وظیفہ ہے. چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا كان له دعاء يدعو به، فإذا جعل مكان دعائه الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم كفاه الله ما أهمه من أمر دنياه وآخرته، فإنه كلما صلى عليه مرة صلى الله عليه عشرا، وهو لو دعا لآحاد المؤمنين لقالت الملائكة: آمين ولك بمثله. فدعاؤه للنبي صلى الله عليه وسلم أولى بذلك

یہ ان کی کوئی مخصوص دعا تھی جو وہ کیا کرتے تھے، جب انہوں نے اپنی اس دعا کی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں کے رنج و غم کے سلسلے میں ان کے لیے کافی ہو گیا. جب کوئی شخص کسی عام مسلمان کے لیے کوئی دعا کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں اور کہتے ہیں تجھے بھی اسی کے مثل ملے، تو جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر آپ کے لیے دعا کرے گا تو پھر اس کو بدرجہ اولی یہ چیز حاصل ہو گی. (مجموع الفتاوی: 1/193)

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس حدیث کی جو توضیح کی ہے اس سے معاملہ اور واضح ہو جاتا ہے. فرماتے ہیں:

هناك احتمالان: الاحتمال الأول: وإليه ذهب شيخ الإسلام فيما أظن أن الرسول كان يعلم له دعاءً معيناً، فأراد الرسول عليه الصلاة والسلام أن يجعل دعاءً معيناً كله للرسول عليه الصلاة والسلام. والوجه الثاني: أن يقال: المراد أنك تشرك النبي عليه الصلاة والسلام في كل دعاء تدعوه، وإلا فإن من المعلوم أن الإنسان لو أخذ بظاهر الحديث لكان لا يقول: رب اغفر لي، ولا يقول: اللهم ارحمني، ولا يقول اللهم ارزقني بل يقول: اللهم صل على محمد. ويكفي الهم. وهذا خلاف ما جاءت به الشريعة، الإنسان مأمور أن يدعو لنفسه في السجود وفي الجلسة بين السجدتين وفي دعاء الاستفتاح على أحد الوجوه التي وردت فيه، فهذا يحمل على المعنيين إما أن الرسول عليه الصلاة والسلام كان يعلم أنه يدعو بدعاء معين فأراد الرسول عليه الصلاة والسلام أن يجعله للرسول وإما أن يشركه معه في دعائه فكأنه قال صلاتي كلها يعني: كلما دعوت لنفسي صليت عليك.

یہاں دو باتوں کا احتمال ہے. پہلا یہ ہے (اور جہاں تک میرا خیال ہے شیخ الاسلام کا بھی موقف یہی ہے) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے (بقیہ صفحہ 5 پر)

مجازِ مرسل

مجازِ مرسل: مجازِ مرسل میں صرف مجازی معنی لیے جاتے ہیں حقیقی معنی بالکل چھوڑ دئیے جاتے ہیں ۔ کیونکہ مجازی معنی کے ساتھ حقیقی معنی بھی شامل ہوں تو وہ کنایہ ہو جاتا ہے۔ مجاز مرسل میں کل کہہ کر جزو مراد لیا جاتا ہے۔ مثلاً میر کا شعر ملاحظہ کیجئے۔

غضب آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے

خدا نے اپنے ہاتھوں سے تیری صورت بنائی ہے

کوئی چیز پورے ہاتھوں سے نہیں بنائی جاتی بلکہ اسے بنانے کے لیے انگلیوں کا استعمال کیا جاتا ہے یعنی یہاں ہاتھوں کہہ کر انگلیاں مراد ہیں۔

کبھی جزو سے کل بھی مراد لیتے ہیں جیسے سردار کے لیے سر کا استعمال کریں۔ مثلاً

آیا جو مے کدہ میں تو بے دام پی گیا

زاہد بھی سر جھکائے کے کئی جام پی گیا

یہاں جام پی گیا سے مراد شراب پینے کے ہیں۔

مجازِ مرسل کی مکمل تعریف یوں ہے کہ جب حقیقی اور مجازی معنی میں مشابہت کا تعلق ہو تو وہ استعارہ کہلائے گا اور جب مشابہت کے علاوہ کوئی دوسرا تعلق ہو گا تو اس کو مجازِ مرسل کہیں گے

کنایہ

کنایہ: علم بیان کی ایک قسم کنایہ ہے۔ کنایہ کے معنی پوشیدہ بات یا مخفی اشارہ ہے کنایہ اس کو کہتے ہیں جس سے لازمی معنی بھی مراد ہوں اور حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکیں جیسے لمبے قد کا آدمی کہہ کر اس سے احمق مراد لیں مثلاً

زندگی کی کیا رہے باقی اُمید

ہو گئے موئے سیاہ موئے سفید

اس شعر میں موئے سفید کہہ کر بڑھاپے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کنایہ سے مقصود کسی کی ذات صفات یا پھر ان کی نفی و اثبات ہوتا ہے۔ کنایہ اور استعارہ میں یہ فرق ہے کہ جس سے کلام حقیقی اور غیر حقیقی دونوں معنی مراد لیے جا سکیں وہ کنایہ کہلائے گا اور اگر اس سے حقیقی معنی مراد نہیں لیے جا سکیں تو وہ استعارہ کہلائے گا۔ لیکن اگر کسی کی صفت بیان کریں اور مراد اس کی ذات ہو تو اس کو کنایہ کہیں گے مثلاً دریا دل کہہ کر سخی ہونے کی طرف اشارہ کریں یہاں صرف صفت کا ذکر ہوا ہے اس سے سخی آدمی ہم نے مراد لیا ہے۔

مقدار اور معیار

مقدار اور معیار ہمیشہ سے نسبتِ معکوس کا تعلق رکھتے ہیں، قدیم یونانی شاعر ہومر کو اس کے عہد کے ایک شاعر، جس کا نام بھی اب کہیں نہیں ملتا، نے کچھ یوں کہا تھا کہ تم ایک دو نظمیں لکھ کر شاعر بنے پھرتے ہو جب کہ میں نے کتابوں کی کتابیں لکھی ہوئی ہیں، تم کہاں کے شاعر ہو، ہومر نے جواب میں کہا سچ کہتے ہو، شیر کا ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے جب کہ سوروٗں کی قطاریں لگی ہوتی ہیں۔

الفاظ اور تلفّظ

خیال جس کی ایک لفظ کی صورت میں تشکیل ہوتی ہے، سمجھنے سمجھانے کی وضاحت اور منظم استعمال کا موضوع بن جاتا ہے۔ اس کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے، اس پر مقابلہ اور حد بندی کا عمل ہوتا ہے، دوسرے خیالات کے نمائندہ الفاظ سے اس کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ یہ عمل ہر لفظ کے ساتھ نہیں ہوتا بعض الفاظ بنتے ہی چل پڑتے ہیں۔ ہر لفظ میں ایک ذہنی عمل کا، تحلیل یا ترکیب کا نتیجہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس لیے لفظ سے متعلق جتنا بھی علم ہو، مفید بلکہ ضروری ہے۔ ایک نیا خیال نئے الفاظ اپنے ساتھ لاتا ہے، ہر ایجاد اور نئی دریافت زبان کے لغات میں اضافہ کرتی ہے، اسی طرح ادب میں نئے الفاظ اور مرکبات کا داخل ہونا ضروری ہے۔

ارسطو اور افلاطون کا قول ہے کہ عام لوگ زبان کے معاملے میں بادشاہ ہیں اور کسی کو میر فیصل نہیں ماننا چاہئے۔ پچھلی صدی کے آخر میں جب انسان پرواز پر قادر ہوا، تو عربی کی پیروی میں اس کی ہوائی سواری کو طیارہ کہا گیا، مگر اب اسے ہوائی جہاز کہتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ استعمال ہی زبان کو بناتا ہے۔ جو شخص ایک ایجاد کو عام مستعملہ بنا سکتا ہے، وہ زبان کو بنا سکتا ہے اور اس میں انقلاب لا سکتا ہے۔ جمہور کی پسند خواص اور معتبر لوگوں کی پسند پر غالب آتی ہے۔ اور نیا لفظ زبان کی لغات میں شامل ہو جاتا ہے۔

اس ساری بحث کا ماحصل یہ ہے کہ زبان میں نئے الفاظ اور مرکبوں کا پیدا ہونا اور لغات میں داخل ہونا ضروری ہے۔

اچھے جملوں میں اچھے الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ اچھے الفاظ جاننے کے لیے تین باتوں کا علم ضرور ہونا چاہئے۔ لفظ کا املا، معنی اور جملے میں اس کے استعمال کا طریقہ اس طرح ہونا چاہئے کہ اس میں قواعد کی غلطی نہ ہو، روزمرّہ اور محاورہ بھی درست ہو۔

(صفحہ 4 سے آگے) تھے کہ حضرت ابی بن کعب کوئی مخصوص دعا کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ وہ اپنی اس مخصوص دعا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لیے خاص کر دیں۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ اپنی ہر دعا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کرو۔ ورنہ یہ بات معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص حدیث کے ظاہری مفہوم کو لے لے گا تو وہ یہ دعا نہیں کرے گا اے میرے رب مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے رزق عطا فرما بلکہ وہ صرف یہی کہے گا "اللھم صل علی محمد" اور ظاہر ہے کہ یہ چیز شریعت کے خلاف ہے۔

انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سجدے میں، دونوں سجدوں کے درمیان اور دعا استفتاح وغیرہ میں دعا کرے. لہٰذا اس حدیث کو دو معنی پر محمول کیا جائے گا. یا تو یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ حضرت ابی بن کعب کی کوئی مخصوص دعا ہے جو وہ کرتے ہیں تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ وہ اپنی دعا کو رسول کے لیے خاص کر دیں. یا پھر آپ کا مقصود یہ تھا کہ وہ اپنی دعاؤں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کریں. گویا حضرت ابی بن کعب نے جو یہ کہا "صلاتی کلھا" تو اس کا مطلب یہ تھا میں جب جب اپنے لیے دعا کروں گا آپ پر درود بھیجوں گا.

علامہ ابن عثیمین کی اس فاضلانہ تشریح سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے اور حدیث سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا بخوبی ازالہ ہو جاتا ہے.

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سے سرفراز فرمائے اور آپ پر کثرت سے درود بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے..... آمین

کیا اعتکاف کی نیت کے مخصوص الفاظ ہیں؟

مقبول احمد سلفی

تمام عملوں کا دارومدار نیت پر ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إنما الأعمالُ بالنياتِ، وإنما لكلِّ امرءٍ ما نوى، فمن كانت هجرتُه إلى دنيا يصيبُها، أو إلى امرأةٍ ينكحها، فهجرتُه إلى ما هاجر إليه (صحيح البخاري: 1)

ترجمہ: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں اعتکاف کے لئے بھی نیت کرنی چاہئے اور نیت بھی خالص ہونی چاہئے جو ریاو نمود سے پاک ہو۔ کچھ لوگ اعتکاف کی نیت کے لئے زبان سے مخصوص الفاظ بولتے ہیں، وہ اس طرح کے ہوتے ہیں۔

1- نويت سنة الاعتكاف (میں نے مسنون اعتکاف کی نیت کی)۔

2- بسم الله دخلت و عليه توكلت و نويت سنة الاعتكاف (اللہ کے نام سے داخل ہوا اور اس پر بھروسہ کرتا ہوں اور سنت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں)

اس قسم کے الفاظ قرآن وحدیث میں کہیں وارد نہیں ہے، انہیں لوگوں نے اپنے من سے گھڑ کر عوام میں پھیلا دیا ہے۔ جیساکہ میں نے اوپر حدیث بیان کی کہ تمام عملوں کا دارومدار نیت پر ہے اس حدیث کے لحاظ سے ہر عمل کے لئے نیت کرنی چاہئے اور نیت خالص ہونی چاہئے تاکہ اللہ کی طرف سے درجہ قبولیت عطا ہو۔

یہاں جاننا یہ ہے کہ جب ہر عمل کے لئے نیت کرنے کا حکم ہے تو نیت کس چیز کا نام ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاوی میں نیت کے متعلق ذکر کرتے ہیں:

النية هي القصد والإرادة والقصد والإرادة محلهما القلب دون اللسان باتفاق العقلاء۔

ترجمہ: نیت دل کے ارادے اور قصد کو کہتے ہیں، قصد وارادہ کا مقام دل ہے زبان نہیں، اس پر تمام عقلاء کا اتفاق ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

فلو نوى بقلبه صحت نيته عند الأئمة الأربعة وسائر أئمة المسلمين من الأولين والآخرين۔

ترجمہ: اگر کسی نے دل سے نیت کرلی تو اس کی نیت چاروں ائمہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) اور مسلمانوں کے اگلے پچھلے تمام اماموں کے نزدیک صحیح ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، نیت کے کوئی مخصوص الفاظ نہیں ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سمیت بقیہ تینوں ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے، اس لئے جو لوگ نماز کے لئے یا اعتکاف کے لئے مخصوص الفاظ میں زبان سے بول کر نیت کرتے ہیں وہ بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں، اس بدعت سے بچنا چاہئے کیونکہ بدعت دین میں نئی ایجاد کا نام ہے جس کے متعلق نبی ﷺ کے فرامین ہیں:

(1) من عملَ عملاً ليسَ عليهِ أمرُنا فهو ردٌّ (صحيح مسلم: 1718)

ترجمہ: جس نے ایسا عمل کیا جو میرا حکم نہیں ہے وہ مردود ہے۔

(2) إنَّ أصدقَ الحديثِ كتابُ اللهِ، وأحسنَ الهديِ هديُ محمَّدٍ، وشرَّ الأمورِ محدثاتُها، وكلَّ محدثةٍ بدعةٌ، وكلَّ بدعةٍ ضلالةٌ، وكلَّ ضلالةٍ في النَّارِ (صحيح النسائي: 1577)

ترجمہ: یقینا سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے، بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، کاموں میں سے بدترین کام وہ ہیں جنہیں ایجاد کرلیا گیا ہو اور ہر نو ایجاد شدہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

نبی ﷺ کے فرامین کی روشنی میں ذرا اندازہ لگائیں کہ دین میں نیا کام ایجاد کرنا کتنا بھیانک ہے اور اس کی سزا کس قدر خطرناک ہے؟

سمجھنے کا ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ ہر عمل کے لئے نیت ہونی چاہئے اور شریعت میں لاکھوں، کروڑوں اعمال ہیں، کس کی مجال ہے کہ ہر عمل کے لئے مخصوص الفاظ گھڑے؟ اور کس کی مجال ہے کہ ہر عمل کے لئے نیت کے مخصوص الفاظ یاد کرے اور عمل کرنے سے پہلے اسے پڑھے؟ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالی ہمیں نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور دین کے نام سے بدعت گھڑنے یا بدعت پر عمل کرنے سے بچائے۔ آمین

THINKING CAP — ہوشیار باش!

THINKING CAP

- نیک کی صحبت آپ کو نیک بنائی گی اور برے کی صحبت برا
- انسان موت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، جہنم سے نہیں، حالانکہ کوشش کرنے سے جہنم سے بچ سکتا ہے، موت سے نہیں۔
- دُعا کی حلاوت اور لذت دعا کی قبولیت کی علامت ہے۔
- اللہ سے ڈرو، تمہیں گناہوں کے باوجود بھی اللہ کی نعمتیں مل رہی ہیں۔
- آئینہ حیات پر جب اچانک موت کا نوکیلا پتھر گرتا ہے، تو توبہ کا وقت بھی نہیں ملتا۔

خصوصی اطلاع

قارئین اخبار کے مختلف گوشوں کے لئے غیر طبع شدہ مراسلات، تحقیقی مقالات، تخلیقی کاوشیں، اعلانات، خبریں اور اشتہارات ھمارے ای میل پر اپنے مکمل نام اور پتے کے ساتھ ای میل AbsaarAkhbar@gmail.com پر بھیجیں یا ہمارے وھاٹساپ نمبر 8657323649 پر روانہ کریں۔

انگلش گرامر

از : ابو عبیدہ جلال الدین القاسمی
(انگلش لیکچرر آر ایم پٹیل اردو ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج)

USES OF CAN/COULD
(CAN/COULD کے استعمالات)

CAN (سکنا، سکتا ہوں، سکتے ہیں) COULD (سکا، سکتا، سکتا تھا) کا استعمال درج ذیل جگہوں پر ہوتا ہے:

CAN بطور Principal Verb مندرجہ ذیل چیزوں کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

Can **is used as a Principal Verb to express :**

(1) طاقت (قوت) یا قابلیت (استعداد) کے لئے۔

(1) Power or ability;as,

(a) I *can* speak English. [=*I am able to speak English*.]

(b) He *can* work with this machine.

(c) He *can* outdo every competitor.

(d) I *can* beat you in the race.

(d) He is over eighty but *can* still read without glasses.

(e) He is ten years old but *can't* read yet.

(f) *Can* you write English?No,I *can't*.

(g) Even as a child she *could* sing well.

(h) The box was so heavy that I *couldn't* lift it.

(i) He *could* write English before he came to school.

(j) I *could* write the letter in English if I wanted to.

(k) I *could* have written the letter in English if I had wanted to.

(l) I *could* not write English before I came to school.

(3) حالات کے نتیجے میں وقوع پذیر ہونے یا وجود میں آنے والی استطاعت کے اظہار کے لئے مستعمل ہے۔

Can **is also used to denote ability resulting from circumstances.**

(a) *Can* you come (=*Are you in a position to come*) to the meeting tomorrow?

(b) *can* you lend me ten shillings?
[=*Are you in a position to lend me ten shillings*?]

(4) اجازت کے لئے

(2) permission;as,

(a) You *can* go now.[=You are permitted to go now.]

(b) Stop!You *can't* do that![=*Are you not allowed or permitted to do that*.]

(c) You *can't* play hockey in that park today!It's Sunday.

(d) *Can* I go to the cinema tonight? No,you *can't*.

(e) *Can* I see your telephone directory?

(f) *Could* you lend me five pounds for a week?

(g) *Could* I have that dictionary,please?

----------------- (ختم شد) -----------------

عالمی رینسم ویئر حملہ، ہزاروں کمپیوٹرس کا ڈاٹا یرغمال

نامعلوم ہیکروں کی جانب سے گزشتہ روز انٹرنیٹ کی تاریخ میں ''رینسم ویئر'' کی سب سے بڑی کارروائی کی گئی جس میں برطانیہ، روس، یوکرین، تائیوان، بھارت، چین، اٹلی، مصر، اسپین اور امریکا سمیت اب تک 100 ملکوں میں کمپیوٹروں پر 45000 سے زاید حملے ریکارڈ کیے جاچکے ہیں۔ ان حملوں کے نتیجے میں دنیا بھر میں ہزاروں افراد اور چھوٹے بڑے اداروں کے کمپیوٹروں پر موجود ڈیٹا لاک ہو چکا ہے جس تک رسائی کا پاس ورڈ فراہم کرنے کے لیے نامعلوم ہیکروں نے متاثرہ افراد/اداروں سے فی کس اوسطاً 300 ڈالر کا تاوان ڈیجیٹل کرنسی ''بِٹ کوائن'' (Bitcoin) کی شکل میں طلب کیا ہے۔

ماہرین کے مطابق ان سائبر حملوں میں امریکا کی ''نیشنل سیکیوریٹی ایجنسی'' (این ایس اے) میں تیار کیے گئے خفیہ ''سائبر ہتھیار'' تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔ فی الحال یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ رینسم ویئر کے تازہ ترین حملوں میں ہیکروں کا کونسا گروپ ملوث ہے اور اس کا تعلق کس ملک (یا کن ممالک) سے ہے لیکن اس سے روس، یوکرین اور تائیوان شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں جبکہ متعدد برطانوی ہسپتالوں میں مریضوں کا ڈیٹا بھی نامعلوم ہیکروں کے رحم و کرم پر ہے۔ امریکا کی نیشنل ہیلتھ سروس بھی اس رینسم ویئر حملے کی زد میں آچکی ہے جبکہ اسپین میں ٹیلی کمیونی کیشن سیکٹر کے کمپیوٹرز اس حملے کی زیادہ زد میں آئے ہیں۔

مذکورہ سائبر حملوں میں WanaCryptor 2.0 یا WannaCry کہلانے والا رینسم ویئر استعمال کیا گیا ہے جو ونڈوز آپریٹنگ سسٹم میں سیکیوریٹی کی ایک کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کارروائی کرتا ہے جبکہ یہ خاص طور پر ونڈوز ایکس پی والے کمپیوٹروں کے لیے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ مائیکروسافٹ نے اس آپریٹنگ سسٹم کے لیے سپورٹ اپریل 2014 میں بند کر دی تھی لیکن یہ آج بھی دنیا بھر کے کروڑوں کمپیوٹروں پر استعمال کیا جارہا ہے۔

MH 370 طیارے کے ملبے کا معائنہ شروع: آسٹریلیا

کینبرا.. آسٹریلوی حکام نے بتایا ہے کہ ملائشین ایئرلائن کی لاپتہ ہو جانے والی پرواز ایم ایچ 370 کے حوالے سے تحقیقات کرنے والے ماہرین نے موزمبیق سے ملنے والے ملبے کے تجزیے کا آغاز کر دیا ہے۔

فرانسیسی خبر رساں ادارے کے مطابق گزشتہ روز یہ بات آسٹریلوی حکام کی طرف سے بتائی گئی ہے، بیان میں کہا گیا کہ ابھی تک موزمبیق کے ایک جزیرے سے بوئنگ 777 کے پر کا ایک ٹکڑا ملا ہے۔ جس کی جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔

یاد رہے کہ آٹھ مارچ 2014ء کو پرواز ایم ایچ 370 کوالالمپور سے بیجنگ کے لیے جاتے ہوئے لاپتہ ہو گئی تھی۔ اس پرواز پر 239 افراد سوار تھے۔

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at NOORANI OFFSET PRESS at Azad Complex, Plot No.2, Old Agra Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar, Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203 Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaar.urdu@gmail.com